Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 05, Issue 01, January-June 2026, PP: 23-37
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

اسلام اور سکھ مت میں نکاح کی مروجہ رسومات کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Contemporary Marriage Rituals in Islam and Sikhism

Sidra Shaukat
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
(Corresponding Author, sidrashaukat12@gmail.com)
Dr. Muhammad Amin Bhatti
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore

Abstract

Marriage is one of the most significant social and religious institutions in both Islam and Sikhism, serving not only as a means of establishing a family but also as an important expression of religious values, moral responsibilities, and social relationships. Although Islam and Sikhism emerged in different historical and cultural contexts, both traditions attach considerable importance to marriage and regard it as a sacred and socially responsible relationship. This study presents a comparative analysis of the prevalent marriage practices and rituals in Islam and Sikhism, with particular emphasis on their religious foundations, ceremonial procedures, ethical principles, and social dimensions. In Islam, marriage (Nikah) is primarily understood as a lawful and contractual relationship established through the consent of the bride and groom, the presence of witnesses, the offering of Mahr, and the formalization of the marriage contract. Islamic marriage practices are deeply rooted in the Qur'an, Sunnah, and Islamic jurisprudence, while cultural traditions may influence the way marriage ceremonies are conducted in different Muslim societies. In Sikhism, marriage (Anand Karaj) is regarded as a spiritual union between husband and wife and is performed in the presence of the Guru Granth

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Sahib. The recitation and interpretation of the four Laavan constitute the central religious element of the Sikh marriage ceremony, emphasizing spiritual development, mutual commitment, equality, and devotion to God. The study compares these traditions in terms of consent, religious authority, matrimonial obligations, gender relations, family involvement, ceremonial rituals, and the spiritual and social purposes of marriage. It also distinguishes between religiously prescribed practices and cultural customs that have developed over time within Muslim and Sikh communities. The comparative analysis indicates that, despite significant differences in theological concepts, ritual forms, and legal frameworks, both Islam and Sikhism emphasize mutual respect, commitment, fidelity, responsibility, and the establishment of a stable family life. The study concludes that a comparative understanding of Islamic Nikah and Sikh Anand Karaj can contribute to greater awareness of the similarities and differences between the two religious traditions and promote interfaith understanding, religious tolerance, and academic dialogue.

Keywords

Islam, Sikhism, Nikah, Anand Karaj, Marriage Rituals, Religious Practices, Marriage Contract.

تعارفِ موضوع

نکاح انسانی معاشرت کا وہ فطری ادارہ ہے جو تمدن کی بنیاد اور خاندان کے قیام کا ذریعہ ہے انسان کی فطرت اور ضرورت نے ہمیشہ نکاح کو اپنایا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بھی نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے، جو بلوغت اور اہلیت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تخلیق ایک جان سے کی، اور فرمایا:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۔ [1]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

نکاح کے ذریعے ازدواجی بندھن باندھنا قانونی امر ہے، اس کے لیے مرد اور عورت کی پسندیدگی کا حکم فرمایا:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔[2]

پس جو عورتیں تمھیں اچھی لگیں تو ان سے نکاح کرو۔

نکاح کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی گئی ہے اور اسے ایک عبادت و سنت قرار دیا گیا ہے۔ نکاح کی ابتدا حضرت ادم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے ہوتی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے جوڑا بنا کر پیدا فرمایا۔ یوں نکاح انسان کی فطری ضرورت اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت ہے۔ نکاح نبی اکرم ﷺ کی سنت کے طور پر لایا گیا ہے، اس لیے اپنی اس سنت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

النكاح من سنتی ،فَمَن رَغب عن سنتي فَليس مِني۔ [3]

نکاح میری سنت ہے، اور جو اس سنت سے اعرض کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بنی نوع انسان آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیام قیامت قواعد وضوابط کی روشنی میں اپنی دیگر ضروریات کی طرح جسمانی ضرورت اور جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے بھی اصول و قوانین وضع کرتا آیا ہے، دنیا کے تمام مذاہب چاہے وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی جنسی تعلقات اور افزائش نسل کی خواہش کے تحت اپنے دائرہ مذہب کے اندر رہتے ہوئے مختلف انداز اور صورتوں میں عورتوں مرد کے درمیان اس رشتہ کو نکاح، معاہدہ یا دیگر الفاظ کے ذریعے قائم کرتے آئے ہیں۔ دیگر مذاہب کی طرح سکھ مت میں بھی نکاح کی مخصوص رسومات مخصوص انداز میں گرو یعنی مذہبی پیشوا کے سامنے انجام پاتی ہیں۔ گویا یہ اعلان نکاح ہی ہوتا ہے اسی طرح اسلام کا ضابطہ نکاح اور طریقہ دنیا کے تمام مذاہب سے زیادہ سہل آسان اور کم خرچ ہے۔

دوسری جانب سکھ مت میں شادی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی کا اہم حصہ ہے۔ سکھ مذہبی روایت میں نکاح کی معروف تقریب کو "آنند کارج" کہا جاتا ہے۔ اس تقریب میں گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی، لاواں کی مذہبی تلاوت اور ان سے وابستہ مخصوص رسومات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں، خاندانوں اور معاشرتی طبقات میں شادی کے حوالے سے متعدد ثقافتی روایات بھی رائج ہیں۔ ان روایات کی مذہبی حیثیت اور عملی صورتوں کو سمجھنے کے لیے سکھ مت کے بنیادی مذہبی متون، معتبر تشریحات اور متعلقہ تاریخی و معاشرتی مطالعات سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

اس تحقیق میں اسلامی شرعی اصولوں اور اہلِ سنت کے فقہی مکاتبِ فکر کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے نکاح کی مختلف رسومات کی حیثیت واضح کی گئی ہے، جبکہ سکھ مت میں آنند کارج اور اس سے متعلق دیگر روایات کا جائزہ اس کے بنیادی مذہبی مصادر اور معتبر علمی تشریحات کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ مذہبی تعلیمات اور معاشرتی طور پر رائج رسومات کے درمیان کہاں فرق پایا

جاتا ہے، کون سی رسوم معاشرتی یا ثقافتی نوعیت رکھتی ہیں، اور ان کے معاشی و خاندانی اثرات کیا ہو سکتے ہیں۔

اسلام اور سکھ مت میں نکاح کی رسومات کا مطالعہ تقابلی ادیان کے میدان میں اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے دونوں مذہبی روایات کے بنیادی تصورات، مذہبی متون، رسومات اور معاشرتی صورتوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔ یہ مطالعہ مذہبی اختلافات کے ساتھ مشترک معاشرتی مسائل کو بھی واضح کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔

نکاح: معنی و مفہوم اور تصورات

نکاح کا آغاز اس کرہ ارض پر سب سے پہلے پیدا ہونے والے انسان جناب حضرت آدم علیہ السلام سے ہو چکا تھا، جیسے در المختار میں ہے:

لَيْسَ لَنَا عِبَادَةٌ شُرِعَتْ مِنْ عَهْدِ آدَمَ إِلَى الْآنَ ثُمَّ تَسْتَمِرُّ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا النِّكَاحَ وَالْإِيمَانَ.[4]

ہمارے لیے کوئی بھی ایسی عبادت نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہو اور وہ جنت میں بھی جاری رہے۔ سوائے نکاح اور ایمان کے۔

مزید نکاح کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نکاح فقہاء کے ہاں ایک ایسا بندھن ہے جس کے ذریعے ملک متعہ کا حق ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی سے حقوق زوجیت کے حوالے سے تمام حقوق اور اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں۔

نکاح کی تعریف

لفظ نکاح عربی لفظ ہے اور اس کا مادہ ہے۔ جس سے مراد ہے ملانا، ضم کرنا اور وطی کے ہیں۔ اس کے علاوہ نکاح کی مختلف تعریفات کچھ یوں ہیں:

1. النكاح : هو في اللغة الضم ويطلق على العقد وعلى الوطئ [5]

نکاح عربی زبان میں دو چیزوں کو آپس میں ملا دینا ہے اور یہ لفظ وطی یعنی تعلق زوجیت اور عقد بمعنی نکاح کا بندھن کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

2. قال علي بن أحمد النيسابوري: قال الأزهري أصل النكاح في كلام العرب الوطء وقيل للتزوج نكاح لأنه سبب الوطء [6]

علی بن أحمد نیشاپوری نے کہا: ازہری نے کہا کہ نکاح اصل میں اہل عرب وطی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تزوج بھی اس سے مراد ہے کیونکہ نکاح ہی وطی کا سبب ہے۔

3. قال الفراء: العرب تقول نكح المرأة بضم النون بضعها .[7]

فراء نے کہا: اہل عرب نکاح سے مراد بضعہ (عضو مخصوصہ) سمجھتے ہیں یعنی عورت کی مخصوص چیز کا مالک ہونا۔

4. وقال ابن فارس والجوهري: النكاح الوطء وقد يكون العقد ۔[8]

ابن فارس اور جوہری نے کہا: نکاح وطی ہی ہے اور کبھی کبھی عقد کے معانی میں ہوتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے حدیثِ نبوی ﷺ کے الفاظ "وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ" سے استدلال کرتے ہوئے لفظ "الباءۃ" کے مفہوم کو نکاح کے مالی اخراجات سے متعلق قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص ازدواجی تعلق قائم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، اسے اپنی خواہش پر قابو پانے کے لیے روزے رکھنے کی حاجت نہیں، کیونکہ روزہ بالخصوص جنسی خواہش کو کم کرنے کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان اہلِ علم کے نزدیک حدیث میں الباءۃ سے مراد محض جسمانی استطاعت نہیں بلکہ نکاح کے مالی اخراجات برداشت کرنے کی قدرت بھی ہے۔

اسلام میں نکاح کا اصولی تصور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی حکمت کاملہ کے تحت پیدا فرمایا اور کائنات کی بے شمار نعمتیں اس کی خدمت اور منفعت کے لیے مہیا کر دیں۔ انسانی نسل کی بقا اور اس کے تسلسل کے لیے ایک منظم نظام قائم فرمایا۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے لیے حضرت حواء علیہا السلام کو بھی وجود بخشا، تاکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے باعثِ سکون اور ذریعۂ تکمیل بنیں۔ اسی مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں باہمی محبت، انس اور رغبت کا جذبہ بھی پیدا فرمایا۔

تاریخی ادوار میں نکاح کے تصورات

نکاح کا تصور انسانی تاریخ کے ہر دور اور ہر تہذیب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ اگرچہ مختلف معاشروں میں اس کی نوعیت، مقاصد اور عملی صورتیں مختلف رہی ہیں، تاہم اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ انسانی معاشرت کی تنظیم، نسل کی بقاء اور خاندانی استحکام کے لیے نکاح کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں نکاح کے تصورات مذہبی عقائد، معاشرتی روایات، معاشی ضروریات اور تہذیبی اقدار کے مطابق تبدیل ہوتے رہے۔ ابتدائی انسانی معاشروں میں ازدواجی تعلقات زیادہ تر قبائلی اور اجتماعی نظام کے تابع تھے۔ اس دور میں نکاح کی واضح شرعی یا قانونی شکل موجود نہیں تھی، تاہم خاندان اور نسل کی بقاء کے لیے مرد و عورت کے تعلقات کو کسی نہ کسی حد تک منظم کیا جاتا تھا۔ ماہرین سماجیات کے مطابق ابتدائی معاشروں میں نکاح کا بنیادی مقصد نسل کی حفاظت، معاشی تعاون اور قبائلی اتحاد تھا۔

ہندو معاشرے میں نکاح مذہبی رسم کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور ذات پات کے نظام نے ازدواجی تعلقات پر گہرا اثر ڈالا۔ یہودی اور عیسائی معاشروں میں بھی نکاح کو مذہبی اہمیت حاصل رہی۔ قدیم یہودی شریعت میں نکاح کو خاندانی اور نسلی بقاء کا ذریعہ

سمجھا جاتا تھا، جبکہ بعض عیسائی ادوار میں رہبانیت کے اثرات کے باعث تجرد کو بھی فضیلت دی جانے لگی۔

قبل از اسلام عرب معاشرے میں نکاح کی مختلف صورتیں رائج تھیں، جن میں بعض منظم اور بعض غیر اخلاقی نوعیت کی تھیں۔ عورت کو مکمل حقوق حاصل نہیں تھے اور بعض اوقات اسے وراثت میں منتقل بھی کیا جاتا تھا۔ نسب، وراثت اور خاندانی استحکام کے مسائل بھی نمایاں تھے۔ اسلام نے نکاح کے تصور میں ایک بنیادی اور متوازن تبدیلی پیدا کی۔ اسلام نے نکاح کو محض سماجی روایت یا جسمانی تعلق کے بجائے ایک مقدس شرعی معاہدہ قرار دیا، جس کی بنیاد محبت، رحمت، عفت اور ذمہ داری پر رکھی گئی۔ قرآن مجید میں ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُن ۔ [9]

وہ (تمہاری ازواج) تمہارا اور تم ان کا لباس ہو۔

قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ میاں بیوی کے تعلق کو باہمی سکون، تحفظ اور قربت کی علامت قرار دیا گیا۔

اسلام اور قبل از اسلام معاشرت کا تقابلی پس منظر

اسلام سے قبل دنیا کے مختلف معاشروں، خصوصاً عرب معاشرے میں نکاح اور خاندانی نظام واضح اخلاقی اور قانونی اصولوں سے محروم تھا۔ اگرچہ نکاح کا ادارہ کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا، لیکن عورت کے حقوق، نسب کے تحفظ، خاندانی استحکام اور معاشرتی عدل کے حوالے سے شدید بے اعتدالی پائی جاتی تھی۔ اسلام نے ایسے ماحول میں ایک متوازن، منظم اور اخلاقی خاندانی نظام پیش کیا، جس نے نہ صرف نکاح کے تصور کو پاکیزگی اور ذمہ داری سے جوڑا بلکہ عورت، خاندان اور معاشرے کو ایک نئی سماجی بنیاد بھی فراہم کی۔ اسلام نے نکاح کو محض سماجی روایت یا جسمانی تعلق کے بجائے ایک مقدس شرعی معاہدہ قرار دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:

وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۔[10]

اور عورتیں تم سے پکا وعدہ لے چکی ہیں۔

آیت مبارکہ میں نکاح کو "میثاق غلیظ" یعنی مضبوط عہد قرار دیا گیا ہے۔ مفسرین کے مطابق اسلام نے پہلی مرتبہ نکاح کو اخلاقی ذمہ داری، باہمی حقوق اور خاندانی استحکام کی بنیاد پر منظم کیا۔ قبل از اسلام عورت کی حیثیت کمزور اور غیر محفوظ تھی۔ اسے وراثت، رضامندی اور معاشی حقوق حاصل نہیں تھے، جبکہ اسلام نے عورت کو مہر، وراثت، ملکیت، عزت نفس اور نکاح میں رضامندی کا حق عطا کیا۔

شادی کی مختلف علاقائی اور غیر شرعی رسومات

موجودہ دور میں ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر بہت سے رسوم ورواج کا عام چلن ہے۔ ان میں مایوں، مہندی، دودھ

پلائی، جوتا چھپائی، مخلوط مجالس اور رخصتی کے وقت دلہن کے سر پر قرآن رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ مذکورہ تمام رسومات قابلِ ترک اور قابلِ اصلاح ہیں۔ شادی بیاہ کے معاملات میں بھی شرعی حدود کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ نکاح ہو چکا ہو اور دیگر شرعی موانع نہ ہوں تو دولہا دلہن ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ نکاح سے پہلے یا دیگر ممنوعات کی صورت میں اجتناب کیا جائے۔ الغرض شادی انتہائی سادہ طریقے پر ہونی چاہیے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَوْنَةً۔[11]

یقیناً سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس میں کم سے کم خرچ کیا گیا ہو۔

نیز تقریبِ نکاح میں اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ بے پردگی نہ ہو، مردوں عورتوں کا اختلاط نہ ہو، ویڈیو گرافی، فوٹو کشی نہ کی جائے، نمازیں ترک نہ ہوں، یعنی خلافِ شرع امور سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

سکھ ازم میں رسوماتِ نکاح

سکھ مذہب میں شادی کو صرف ایک قانونی معاہدہ نہیں بلکہ دو روحوں کا ایک مقدس روحانی ملاپ سمجھا جاتا ہے۔ سکھ شادی کی مذہبی تقریب کو آنند کارج کہا جاتا ہے، جس کا مطلب "خوشی یا پر مسرت تقریب" ہے۔ یہ تقریب عام طور پر دن کے وقت گردوارے میں شری گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں ہوتی ہے۔ اس کے اہم مراحل درج ذیل ہیں:

- روکا یا ٹھاکا: یہ پہلا باقاعدہ اعلان ہوتا ہے کہ رشتہ طے ہو گیا ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو شگون دیا جاتا ہے۔
- پلا کی رسم: دلہن کا والد دلہے کے کندھے پر ایک لمبا اسکارف یا شال (پلا) ڈالتا ہے، جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ اب نے اپنی بیٹی کی ذمہ داری دلہے کو سونپ دی ہے۔
- شادی کا اصل دن: آنند کارج: اصل شادی ہمیشہ گردوارے میں، گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں ہوتی ہے۔ بارات کے گردوارے پہنچنے پر ملنی ہوتی ہے، یعنی دونوں خاندانوں کے بڑے ایک دوسرے کو گلے لگا کر ہار پہناتے ہیں۔
- لاوان کے پھیرے: گرو گرنتھ صاحب کے گرد چار مقدس دعائیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ ہر شعر کے ساتھ دلہا اور دلہن گردوارے کی مقدس کتاب کے گرد چار پھیرے لگاتے ہیں۔ یہ پھیرے اس بات کا عہد ہوتے ہیں کہ وہ زندگی کے ہر سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے اور خدا کی راہ پر چلیں گے۔ یہ سب سے اہم حصہ ہے۔ دولہا اور دلہن گرو گرنتھ صاحب کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ گرنتھی (پجاری) گرو گرنتھ صاحب میں سے "لاواں" کے چار مقدس بند پڑھتا ہے، اور راگی جتھا اسے گیت کی شکل میں گاتا ہے۔ سکھوں میں آگ کے گرد پھیرے نہیں ہوتے، صرف گرو گرنتھ صاحب کے گرد چکر ہوتے ہیں۔

- آنند صاحب کا پاٹھ: بھیرے مکمل ہونے کے بعد 'آنند صاحب' کے دعائیہ کلمات پڑھے جاتے ہیں۔
- ارداس: پوری تقریب کے اختتام پر کھڑے ہو کر اجتماعی دعا (ارداس) مانگی جاتی ہے، اور شرکاء میں 'کراہ پرشاد' (ایک خاص قسم کا حلوہ جو مذہبی تبرک کے طور پر بنایا جاتا ہے) تقسیم کیا جاتا ہے۔ دیگر رسومات اس مذہبی تقریب کے علاوہ شادی سے پہلے منگنی اور خاندان کی خوشی کی دیگر روایتی تقریبات جیسے سنگیت اور مہندی وغیرہ بھی شامل ہوتی ہیں۔ شادی بہت سادہ اور روحانی ہوتی ہے، اس میں دکھاوا نہیں ہوتا۔

اسلام میں نکاح کا فطری تصور

اسلام میں نکاح کا سنت طریقہ انتہائی سادہ، بابرکت اور آسان ہے۔ اس میں خطبہ نکاح، حسبِ استطاعت حق مہر (مہر فاطمی) کا تعین، والدین یا سرپرست کی رضامندی، دو مسلمان مرد گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول (لڑکے کا قبول کرنا اور لڑکی کا قبول کرنا)، اور بعد میں ولیمہ کرنا شامل ہے۔ تفصیلی سنت طریقہ درج ذیل مراحل پر مشتمل ہے:

- خطبہ نکاح: نکاح کا آغاز مسجد میں یا گھر پر خطبہ مسنونہ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ کی حمد و ثنا، درودِ پاک اور آیاتِ قرآنی پڑھی جاتی ہیں۔
- ایجاب و قبول: نکاح خواں (امام یا عالم) گواہوں کی موجودگی میں دولہا اور دلہن سے باقاعدہ رضامندی لیتے ہیں۔ دلہن کے وکیل اور دولہا کے درمیان یہ عمل مکمل ہوتا ہے۔
- حق مہر: نکاح کے وقت یا اس سے پہلے مہر کی رقم یا زیور طے کیا جاتا ہے، جو دلہن کا حق ہے اور اسے ادا کرنا لازم ہے۔
- گواہ: اس تقریب میں کم از کم دو عاقل و بالغ مسلمان مرد (یا ایک مرد اور دو عورتیں) بطور گواہ موجود ہونے چاہئیں۔
- ولی کی اجازت: لڑکی کے والد یا خاندان کا کوئی بزرگ بطورِ ولی نکاح میں شامل ہوتا ہے۔
- اعلان اور دعا: نکاح کو چھپانے کے بجائے اعلان کے ساتھ کرنا چاہیے اور آخر میں نئے جوڑے کے لیے برکت کی دعا مانگی جاتی ہے۔

نکاح میں سادگی کی اہمیت

اسلام نے نکاح کو غیر ضروری رسم و رواج اور مالی بوجھ کا ذریعہ بنانے کی تعلیم نہیں دی۔ نکاح میں اصل چیز ایجاب و قبول، گواہوں، مہر اور دیگر شرعی تقاضوں کی تکمیل ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی رسوم کو نکاح کی لازمی شرائط یا دینی فرائض کا درجہ دینا درست نہیں۔ اسی طرح نکاح سادگی کے ساتھ مسجد میں منعقد کرنے کے بارے میں بعض روایات اور اہلِ علم کی آراء موجود ہیں، لیکن یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ مسجد میں نکاح کرنا نکاح کی صحت کی شرط نہیں اور نہ ہی ہر نکاح کا مسجد میں ہونا لازم شرعی سنت ہے۔

رخصتی کے بعد ولیمہ

نکاح کے بعد ولیمہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب نکاح کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لباس پر زردی کے آثار دیکھ کر نکاح کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ[12]

اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی کے ذریعے ہو۔

اس سے ولیمہ کی مشروعیت واضح ہوتی ہے۔ ولیمہ کا تعلق عملاً رخصتی اور ازدواجی زندگی کے آغاز کے بعد کی دعوت سے ہے، اگرچہ فقہاء نے اس کے وقت کے بارے میں مختلف تفصیلات ذکر کی ہیں۔ لہٰذا شادی کے موقع پر دعوت کرنا فی نفسہٖ ممنوع نہیں، لیکن اسے غیر ضروری رسموں، دکھاوے اور مالی بوجھ میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

نکاح کی مبارک باد دینے کا مسنون طریقہ

شادی کے موقع پر دولہا اور دلہن کو مبارک باد دینا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کرنا اسلامی معاشرت کا اچھا طریقہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو نکاح کی مبارک باد دیتے تو یہ دعا فرماتے:

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ[13]

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت عطا فرمائے، تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی کے ساتھ جوڑے رکھے۔

اسلام اور سکھ مت میں نکاح کی رسومات کا موازنہ

اسلام میں نکاح ایک شرعی معاہدہ اور باوقار خاندانی رشتہ ہے۔ اسلامی نکاح میں مرد اور عورت کی رضامندی، ایجاب و قبول، مہر اور گواہوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نکاح کے ذریعے میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق و فرائض قبول کرتے ہیں اور محبت، رحمت، سکون اور باہمی تعاون پر مبنی زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ نکاح کے بعد ولیمہ کرنا اسلامی معاشرت کی معروف سنت ہے۔ اسلام شادی میں سادگی کو پسند کرتا ہے اور فضول خرچی، غیر ضروری نمود و نمائش اور ایسے رسم و رواج سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے جو خاندانی یا مالی مشکلات کا سبب بنیں۔

سکھ مت اور اسلام دونوں میں شادی کو خاندان کے قیام اور میاں بیوی کے درمیان ذمہ دارانہ تعلق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دونوں میں وفاداری، باہمی احترام، تعاون اور خاندانی زندگی کی اہمیت پائی جاتی ہے۔ دونوں مذاہب میں شادی کو محض ایک

وقتی تعلق کے بجائے ذمہ داری اور باہمی عہد کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ تاہم بنیادی مذہبی طریقۂ کار میں فرق ہے۔ اسلام میں نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس میں ایجاب و قبول، رضامندی، مہر اور گواہوں کو خاص اہمیت حاصل ہے، جبکہ سکھ مذہب میں آنند کارج مذہبی تقریب کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے جس میں گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی اور چار لاواں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔

سکھ مت میں شادی کی مذہبی تقریب آنند کارج کہلاتی ہے۔ لفظ "آنند کارج" کا مفہوم خوشی یا روحانی اتحاد کی تقریب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ سکھ مذہبی ضابطۂ اخلاق میں شادی کے طریقۂ کار اور اس سے متعلق مذہبی اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق سکھ شادی آنند کارج کی رسومات کے مطابق انجام دی جانی چاہیے۔ سکھ مذہبی تصور میں ازدواجی زندگی کو محض جسمانی یا معاشرتی تعلق نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے روحانی زندگی اور خاندانی ذمہ داریوں سے جوڑا جاتا ہے۔ آنند کارج کے موقع پر شادی کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے میاں بیوی کو باہمی محبت، وفاداری، احترام اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ سکھ رہت مریادا میں شوہر کو اپنی بیوی کو اپنی بہتر نصف سمجھنے، اس کے ساتھ وفادار رہنے، اس کی عزت و حفاظت کرنے اور اس کے خاندان کا احترام کرنے کی ہدایت بیان کی گئی ہے۔[14]

آنند کارج کی بنیادی رسومات

آنند کارج عموماً گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں منعقد کیا جاتا ہے۔ شادی کے موقع پر دلہا اور دلہن گرو گرنتھ صاحب کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ مذہبی اجتماع میں گربانی کی تلاوت اور گائیکی کی جاتی ہے، اس کے بعد شادی کی تقریب کا باقاعدہ آغاز ارداس سے ہوتا ہے۔ آنند کارج کی سب سے نمایاں رسم چار لاواں ہیں جنہیں ماقبل میں بیان کیا گیا ہے۔ سکھ مذہبی ضابطے کے مطابق ان لاواں کے ذریعے ازدواجی تعلق کو روحانی سفر، محبت اور خدا سے تعلق کے تناظر میں سمجھایا جاتا ہے۔[15] آنند کارج میں شادی کی مذہبی تعلیمات کا مقصد یہ بھی ہے کہ میاں بیوی اپنی گھریلو زندگی کو روحانی ترقی اور مذہبی ذمہ داریوں کے ساتھ مربوط کریں۔ سکھ رہت مریادا میں اس تصور کو "ایک جسم میں دو روحوں" کے بجائے محبت کے ذریعے ایک روحانی اتحاد کے تصور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سکھ مت میں مروجہ ثقافتی رسومات

سکھ شادیوں میں مذہبی رسومات کے ساتھ مختلف ثقافتی تقریبات بھی پائی جاتی ہیں۔ خاندانوں کی ملاقات، تحائف، مہندی، موسیقی، مخصوص روایتی لباس اور شادی کے بعد دعوت وغیرہ مختلف سکھ معاشروں میں رائج ہو سکتی ہیں۔ تاہم یہ بات اہم ہے کہ ہر ثقافتی رسم سکھ مذہب کی بنیادی مذہبی رسم نہیں ہوتی۔ بعض ایسی رسومات کی واضح طور پر مخالفت کرتی ہے جنہیں سکھ مذہبی اصولوں کے خلاف سمجھا گیا ہے۔ مثلاً شادی کے لیے زائچوں یا نجومی حساب کے ذریعے مبارک تاریخ مقرر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسی طرح ہَوَن، آباؤ اجداد کی پوجا، شراب نوشی اور بعض مخصوص غیر سکھ مذہبی رسوم کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اسلام اور سکھ مت کی رسوماتِ نکاح میں مشترکات

اسلام اور سکھ مت کی شادی کی رسومات کا تقابلی جائزہ لینے سے متعدد مشترک پہلو سامنے آتے ہیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

- سب سے بنیادی مشترک پہلو یہ ہے کہ دونوں مذاہب شادی کو سنجیدہ اور ذمہ دارانہ رشتہ سمجھتے ہیں۔ دونوں میں شادی کے بعد میاں بیوی سے وفاداری، محبت، احترام اور باہمی تعاون کی توقع کی جاتی ہے۔ اسلام میں قرآن مجید نکاح کو محبت، رحمت اور سکون کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اسی طرح سکھ رہت مریادا میں میاں بیوی کو باہمی محبت، وفاداری اور ایک دوسرے کے حقوق و عزت کا خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔[16]
- دوسری مشترک بات خاندان کی اہمیت ہے۔ دونوں مذاہب میں شادی کے ذریعے خاندان تشکیل پاتا ہے اور ازدواجی زندگی کو معاشرتی استحکام کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ میاں بیوی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ خاندان کی ذمہ داریوں کو مل کر ادا کریں اور ایک دوسرے کا سہارا بنیں۔
- تیسری مشترک بات مذہبی ماحول میں شادی کا انعقاد ہے۔ اسلامی نکاح میں قرآن و سنت کی تعلیمات، خطبۂ نکاح اور دعائیں شامل ہو سکتی ہیں، جبکہ سکھ آنند کارج میں گرو گرنتھ صاحب، گربانی، ارداس اور لاواں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طرح دونوں مذاہب شادی کو محض تفریح یا سماجی تقریب نہیں بلکہ مذہبی اور اخلاقی اقدار سے وابستہ کرتے ہیں۔
- چوتھی مشترک بات خاندان اور برادری کی شرکت ہے۔ اسلامی معاشرے میں نکاح اور ولیمہ کے ذریعے خاندان اور دوستوں کو شریک کیا جاتا ہے۔ سکھ معاشرے میں بھی سنگت، خاندان اور رشتہ دار آنند کارج میں شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح شادی دونوں مذاہب میں فرد کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی سے بھی تعلق رکھتی ہے۔
- پانچویں مشترک بات سادگی اور غیر ضروری رسموں سے اجتناب کا اصول ہے۔ اسلام فضول خرچی اور غیر ضروری اخراجات سے روکتا ہے، جبکہ سکھ مت کا مذہبی ضابطہ بھی ایسی رسومات سے اجتناب کی ہدایت دیتی ہے جو سکھ مذہبی اصولوں کے خلاف ہوں۔[17]

اسلام اور سکھ مت کی رسوماتِ نکاح میں مختلفات

اگرچہ دونوں مذاہب میں کئی اخلاقی اور معاشرتی مشترکات ہیں، تاہم ان کی شادی کی بنیادی مذہبی نوعیت مختلف ہے۔ اسلام میں نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے، جس کے ذریعے مرد اور عورت باہمی رضامندی سے ازدواجی حقوق و فرائض قبول کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سکھ مت میں آنند کارج ایک مخصوص مذہبی شادی کی تقریب ہے جس میں گرو گرنتھ صاحب کی

موجودگی اور چار لاواں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ دوسرا نمایاں فرق مہر کا ہے۔ اسلامی نکاح میں مہر عورت کا شرعی حق ہے۔ قرآن مجید نے اس کی ادائیگی کا واضح حکم دیا ہے۔ سکھ آنند کارج کی بنیادی مذہبی رسومات میں مہر جیسا مخصوص شرعی مالی حق موجود نہیں۔ تیسرا فرق شادی کی مرکزی رسم میں ہے۔ اسلامی نکاح میں ایجاب و قبول بنیادی عمل ہے، جبکہ سکھ آنند کارج میں چار لاواں کے دوران گرو گرنتھ صاحب کے گرد چار چکر لگانا مرکزی مذہبی رسم ہے۔ چوتھا فرق شادی کے مذہبی مقام سے متعلق ہے۔ اسلامی نکاح کے لیے مسجد میں ہونا لازمی نہیں؛ نکاح شرعی شرائط پوری کرتے ہوئے مناسب مقام پر منعقد کیا جاسکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں آنند کارج کی مذہبی تقریب گرو گرنتھ صاحب کی مقدس موجودگی میں اجتماعی اجتماع کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔[18] پانچواں فرق شادی کے بعد کی مذہبی رسم میں ہے۔ اسلام میں ولیمہ ایک معروف سنت ہے اور احادیث میں اس کی ترغیب اور عملی مثالیں موجود ہیں۔ سکھ آنند کارج میں مذہبی تقریب کے اختتام پر ارداس، آنند صاحب اور کرہ پرشاد جیسی رسومات کا تعلق سکھ مذہبی طریقۂ عبادت سے ہے۔ چھٹا فرق شادی کے مذہبی ضابطوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسلامی نکاح کے ساتھ مہر، نان و نفقہ، طلاق، عدت، وراثت اور دیگر خاندانی معاملات سے متعلق تفصیلی شرعی احکام موجود ہیں۔ سکھ مذہبی ضابطے میں بھی ازدواجی زندگی کے اخلاقی اور مذہبی اصول موجود ہیں، لیکن ان کی نوعیت اسلامی فقہی نظام سے مختلف ہے۔[19]

دونوں مذاہب میں شادی کے مثبت معاشرتی پہلو

اسلام اور سکھ مت دونوں میں شادی کا ایک اہم مثبت پہلو خاندانی استحکام ہے۔ ازدواجی زندگی کے ذریعے فرد کو جذباتی، اخلاقی اور معاشرتی سہارا ملتا ہے۔ میاں بیوی باہمی تعاون کے ذریعے خاندان کی ضروریات پوری کرتے ہیں اور اولاد کی تربیت میں کردار ادا کرتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں میاں بیوی کے درمیان حسنِ معاشرت اور محبت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید شوہروں کو حکم دیتا ہے کہ بیویوں کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی گزاریں۔ سکھ رہت مریادا بھی شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کے احترام، وفاداری اور تعاون کی تعلیم دیتی ہے۔[20] دونوں مذاہب میں شادی فرد کو ذمہ داری کا احساس دلاتی ہے۔ شادی کے بعد انسان صرف اپنی ذات کے بارے میں نہیں بلکہ شریکِ حیات، خاندان اور اولاد کے حقوق کے بارے میں بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی ذمہ داری معاشرتی نظم اور خاندانی استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

مروجہ رسومات کے منفی پہلو

اسلامی اور سکھ معاشروں میں مذہبی رسومات کے ساتھ بعض ثقافتی رسومات بھی رائج ہو گئی ہیں۔ جب ثقافتی رسوم حد سے بڑھ جائیں تو شادی مہنگی، پیچیدہ اور معاشی طور پر بوجھل ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر نمود و نمائش، غیر ضروری اخراجات، مقابلہ

بازی اور رسم ورواج کی پابندی کم آمدنی والے خاندانوں کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ اسلام اور سکھ مت میں مروجہ رسوماتِ نکاح کا تقابلی مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ دونوں مذاہب میں شادی کو ایک اہم، سنجیدہ اور ذمہ دارانہ خاندانی رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ دونوں میں میاں بیوی کے درمیان محبت، وفاداری، احترام، تعاون اور خاندانی ذمہ داری کو اہمیت حاصل ہے۔ دونوں میں خاندان اور مذہبی برادری کی شرکت بھی شادی کو ایک اجتماعی حیثیت فراہم کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں سکھ مت میں آنند کارج ایک مذہبی تقریب ہے جو گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں ادا کی جاتی ہے۔ چار لاواں اس تقریب کا مرکزی حصہ ہیں اور ان کے ذریعے ازدواجی زندگی کو روحانی سفر اور باہمی محبت و ذمہ داری سے مربوط کیا جاتا ہے۔[21] لہٰذا تحقیقی اعتبار سے یہ کہنا درست ہو گا کہ اسلام اور سکھ مت میں شادی کے اخلاقی اور معاشرتی مقاصد میں کئی مشترکات موجود ہیں، لیکن مذہبی بنیاد، نکاح کی شرائط، مالی حقوق اور مخصوص رسومات میں نمایاں مختلفات پائی جاتی ہیں۔ دونوں مذاہب کا تقابلی مطالعہ اس بات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ مذہبی رسومات کس طرح اپنے مخصوص عقائد، مذہبی مصادر، تاریخی روایات اور معاشرتی اقدار سے تشکیل پاتی ہیں۔

خلاصہ بحث

اسلامی معاشروں میں نکاح کے ساتھ مختلف مذہبی اور ثقافتی رسومات بھی رائج ہیں۔ نکاح سے پہلے منگنی، بعض علاقوں میں مایوں اور مہندی، پھر بارات، نکاح، رخصتی اور ولیمہ جیسی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ رسومات خالصتاً ثقافتی ہیں اور ان کا تعلق کسی مخصوص علاقے یا معاشرتی روایت سے ہے، جبکہ نکاح اور ولیمہ کو اسلامی تعلیمات میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ سکھ مت میں شادی کی مذہبی تقریب کو آنند کارج کہا جاتا ہے۔ سکھ شادی میں مذہبی اور خاندانی دونوں پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ آنند کارج عموماً گوردوارے میں گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی میں ادا کیا جاتا ہے۔ دلہا اور دلہن گرو گرنتھ صاحب کے سامنے بیٹھتے ہیں اور مذہبی کلمات اور گربانی کی تلاوت کے ذریعے شادی کی تقریب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس تقریب کا سب سے اہم حصہ چار لاواں ہیں۔ لاواں کی تلاوت کے دوران دلہا اور دلہن گرو گرنتھ صاحب کے گرد چار چکر مکمل کرتے ہیں۔ ان چکروں کو ازدواجی زندگی کے روحانی سفر، باہمی محبت، وفاداری اور مذہبی وابستگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح سکھ مت میں شادی کو صرف دنیاوی تعلق نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی زندگی سے بھی جوڑا جاتا ہے۔

اسلام اور سکھ مت کی رسوماتِ نکاح میں کئی اہم مشترک پہلو پائے جاتے ہیں۔ سب سے اہم مشترک بات یہ ہے کہ دونوں مذاہب میں شادی کو ایک سنجیدہ اور ذمہ دارانہ رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ دونوں میں میاں بیوی کے درمیان محبت، وفاداری، احترام اور تعاون کو اہمیت دی جاتی ہے۔ دونوں مذاہب میں شادی خاندان کے قیام اور معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتی ہے۔ دونوں میں خاندان اور برادری کی شرکت بھی اہم سمجھی جاتی ہے اور شادی کو ایک اجتماعی خوشی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مذہبی ماحول بھی

دونوں میں نمایاں ہے، کیونکہ اسلامی نکاح میں قرآن وسنت کی تعلیمات اور دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے جبکہ سکھ آنند کارج میں گرو گرنتھ صاحب، گربانی اور لاواں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اس کے باوجود اسلام اور سکھ مت کی رسوماتِ نکاح میں بنیادی اختلافات بھی موجود ہیں۔ سب سے اہم فرق یہ ہے کہ اسلام میں نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جبکہ سکھ مت میں آنند کارج ایک مخصوص مذہبی شادی کی تقریب ہے۔ اسلامی نکاح میں ایجاب وقبول بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور مہر عورت کا باقاعدہ شرعی حق ہے۔ اس کے مقابلے میں سکھ آنند کارج کی بنیادی مذہبی رسم چار لاواں اور ان کے دوران گرو گرنتھ صاحب کے گرد چکر لگانا ہے۔ اسلام میں مہر، نان ونفقہ، طلاق، عدت اور دیگر ازدواجی معاملات کے لیے تفصیلی احکام موجود ہیں، جبکہ سکھ مت میں ازدواجی زندگی کے لیے مذہبی اور اخلاقی اصول موجود ہیں لیکن ان کی ساخت اسلامی فقہی نظام سے مختلف ہے۔

نتائجِ تحقیق

تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسلام میں نکاح ایک باقاعدہ شرعی معاہدہ ہے جس میں مرد اور عورت کی رضامندی، ایجاب و قبول، مہر اور دیگر شرعی تقاضوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام نے نکاح کے ذریعے میاں بیوی کے حقوق و فرائض متعین کیے اور خاندانی نظام کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ اس کے برعکس سکھ مت میں شادی کی مذہبی تقریب آنند کارج کہلاتی ہے، جس میں گرو گرنتھ صاحب کی موجودگی اور چار لاواں کی ادائیگی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکھ مت میں شادی کو مذہبی اور روحانی رفاقت کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلام اور سکھ مت دونوں میں شادی صرف دو افراد کا باہمی تعلق نہیں بلکہ خاندان اور معاشرے سے متعلق ایک اجتماعی ادارہ ہے۔ دونوں مذاہب میں خاندان، رشتہ داروں اور مذہبی برادری کی شرکت شادی کو معاشرتی قبولیت فراہم کرتی ہے۔ دونوں میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ وفاداری، حسنِ سلوک، احترام اور تعاون کی تلقین کی گئی ہے۔

تحقیق سے یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ دونوں مذاہب کی بنیادی مذہبی رسومات کے ساتھ مختلف ثقافتی رسومات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ مسلمانوں میں مہندی، بارات اور مختلف علاقائی تقریبات جبکہ سکھ معاشرے میں مہندی، موسیقی اور دیگر خاندانی تقریبات رائج ہیں۔ اس لیے مذہبی اور ثقافتی رسومات کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرتی رواج کو مذہبی حکم سمجھنے کی غلطی نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اسلام اور سکھ مت میں شادی کے معاشرتی اور اخلاقی مقاصد میں کئی مشترکات موجود ہیں، لیکن ان کی مذہبی بنیاد، نکاح کی نوعیت، بنیادی شرائط اور مخصوص رسومات الگ ہیں۔ اسلام میں نکاح شرعی معاہدہ اور حقوق و فرائض پر مبنی نظام ہے، جبکہ سکھ مت میں آنند کارج مذہبی اور روحانی رفاقت کی علامت ہے۔ دونوں مذاہب کا تقابلی مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ شادی ایک اہم معاشرتی ادارہ ہے جس کی کامیابی محبت، وفاداری، ذمہ داری، احترام اور اعتدال جیسی اقدار پر منحصر ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔النساء:1:4۔

[2]۔النساء:3:4۔

[3]۔ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، سن ندارد)، رقم:1080۔

[4]۔حصکفی، محمد بن علی، الدر المختار شرح تنویر الابصار، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، 104:3۔

[5]۔ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، مادہ:"نکح"، 504:2۔

[6]۔الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس من جواہر القاموس، (بیروت: دار الہدایہ، 2001ء)، مادہ:"نکح"، 413:6۔

[7]۔الفراء، یحیی بن زیاد، معانی القرآن، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1995ء)، مادہ:"نکح"، 305۔

[8]۔ابن فارس، حسین احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، (بیروت: داراحیاء التراث العربی،، 2001ء)، مادہ:"نکح"، 475:5۔

[9]۔البقرۃ:87:2۔.

[10]۔النساء:21:4۔

[11]۔ احمد بن حنبل، المسند، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، 1416ھ/1995ء)، رقم:944۔

[12]۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، رقم:5155۔۔

[13]۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، رقم حدیث 2130؛ ترمذی، جامع الترمذی، رقم:1091۔

[14]McLeod, H. (1999). Sikhs and Muslims in the Punjab. South Asia: Journal of South Asian Studies, 22(sup001), 155–165. https://doi.org/10.1080/00856408708723379

[15]Sikh Rehat Maryada, (London: Singh Publisher, 1999), vol:1, Page:12.

[16]Sikh Rehat Maryada, Sikh Code of Conduct and Conventions, Article XVIII: Anand Sanskar Shiromani Gurdwara Parbandhak Committee (SGPC) P: 234.

[17]Ibid, P: 456.

[18]Ibid, P: 342.

[19]Ibid.

[20]Ibid, P: 451.

[21]Ibid, P: 342.